# حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور سے درود و سلام سماعت فرمانا

تحریر و تحقیق

ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی

مقالہ نمبر (2)

## ❁ حضور ﷺ کا دُور سے دُرود وسلام سماعت فرمانا ❁

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم۔ اما بعد!

اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی پاک حضرت محمد مصطفی ﷺ دور ونزدیک سے درود وسلام سماعت فرماتے ہیں حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

۱) [قال الطبرانی حدثنا یحییٰ بن ایوب العلاف حدثنا سعید بن ابی مریم حدثنا یحیی بن ایوب عن خالد بن یزید عن سعید بن ابی هلال عن ابی الدرداء قال : قال رسول الله ﷺ اکثر وا الصّلوٰة علی یوم الجمعة فانه یوم مشهود تشهده الملائکة لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوتهٔ ،حیث کان ۔ قلنا و بعد وفاتك؟ قال وبعد وفاتی ،ان الله حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء]

ترجمہ: بسند مذکور: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں تم میں کوئی شخص بھی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں کہیں بھی ہو ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا! ہاں وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کھانا حرام فرمادیا ہے

(۱) جلاء الافہام ص نمبر ۷۲ امطبوعہ کویت

(۲) امام حافظ محمد عبداللہ بن ناصر الدین دمشقی نے بھی امام طبرانی کے حوالہ سے یہی الفاظ نقل کیے ہیں: ''لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوته حیث کان''

(صلاۃ الکئیب بوفاہ الحبیب ص ۱۸۷)

(۳) حضرت امام محمد بن یوسف الصالح الشامی نے امام طبرانی کے حوالہ سے یہی الفاظ نقل کیے ہیں: (سبل الھدیٰ والرشاد ۱۲/ ۳۵۸)

(۴) علامہ موسیٰ محمد علی صاحب فرماتے ہیں "لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان" (حقیقۃ التوسل ص ۵۴۰ طبع بیروت)

(۵) امام حافظ محمد بن عبد الرحمن السخاوی نے بھی اس روایت کو نقل کیا لکھتے ہیں!

"وأخرجه الطبراني في "الكبير" بلفظ "أكثروا الصلاة على يوم الجمعة، فانه يوم مشهود تشهده الملائكة، ليس من عبد يصلي على الا بلغني صوته حيث كان. قلنا وبعد وفاتك؟ قال: وبعد وفاتي، ان الله تعالىٰ حرم على الارض أن تاكل أجساد الانبياء"

(القول البدیع ۳۳۴ طبع دوم المدینۃ المنورہ السعودی العربیۃ)

(۶) علامہ ابن حجر ہیتمی المکی نے بھی طبرانی کے حوالہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے: (الجوہر المنظم ۲۱ طبع مصر)

(۷) شارح بخاری امام شمس الدین محمد قسطلانی نے بھی انہی الفاظ کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے: (مسالک الحنفاء: ص ۲۶۲)

(۸) امام یوسف بن اسماعیل نبھانی نے بھی اس روایت کو انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۷۱۳)

(۹) مولانا محمد انوار اللہ قادری فاروقی حیدر آبادی خلیفہ مجاز الحاج امداد اللہ مہاجر مکی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ (انوار احمدی ص ۷۶)

(۱۰) علامہ ابن حجر مکی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے (الدر المنضود ص ۱۱۷)

## ❁ سند کا تعارف ❁

(۱) **امام طبرانی**: اس روایت کے پہلے راوی امام طبرانی ہیں جو تمام کے نزدیک ثقہ ہیں

(۲) یحییٰ بن ایوب العلاف بن بادی الخولانی مولاھم ابوزکریا المصری:

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں "قال النسائی صالح، لا بأس به"

(تھذیب التھذیب: ۱۱/۱۸۵)

یحییٰ بن ایوب العلاف المصری کا ترجمہ درج ذیل کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے:

| | |
|---|---|
| (۱) سیر اعلام النبلاء: ۱۳/۴۵۳ | (۲) الکاشف: ۲/۳۶۱ الترجمہ ۶۱۳۵ |
| (۳) تہذیب التھذیب: ۴/۱۴۹ | (۴) العبر: ۲/۸۳ |
| (۵) المعجم المشتمل الترجمہ ۱۱۳۴ | (۶) تاریخ الاسلام ۲۳۴ |
| (۷) نھایۃ السؤل: رقم ۴۲۳ | (۸) تقریب التھذیب الترجمہ ۷۵۵۹ |
| (۹) شذرات الذھب: ۲/۲۰۲ | (۱۰) تھذیب الکمال: ۳۱/۲۳۰ |
| (۱۱) خلاصۃ تذھیب الکمال: رقم ۴۲۱ | (۱۲) تذھیب تھذیب الکمال: ۹/۴۱۸ |

(۳) **سعید بن ابی مریم ھو سعید بن الحکم بن محمد سالم الجمعی المصری:**

امام ذہبی "تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۹۸" طبقہ ۷ میں لکھتے ہیں کہ "امام ابوداؤد فرماتے ہیں: یہ میرے نزدیک حجت ہیں عجلی کہتے ہیں ثقہ ہیں ابن یونس کہتے ہیں مشہور فقیہ تھے ۱۴۴ ھجری میں پیدا ہوئے اور ۲۲۴ ھجری میں وفات پائی میں (امام ذہبی) کہتا ہوں ثقہ اور کثیر الحدیث تھے

ان کا شاندار ترجمہ دیکھنے کے لیے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمایئے:

| | |
|---|---|
| (۱) تاریخ الکبیر للبخاری: ۳/الترجمہ ۵۴۷ | (۲) تاریخ الصغیر للبخاری: ۲/۳۵۵ |
| (۳) ثقات ابن حبان: ۱/۱۵۶ | (۴) ثقات العجلی: رقم ۱۸ |
| (۵) تہذیب الکمال: ۱۰/۳۹۱ | (۶) شذرات الذھب: ۲/۵۳ |
| (۷) الکنیٰ لمسلم: رقم ۹۸ | (۸) المعرفۃ لیعقوب: ۱/۲۰۷ |

(۹) الجرح والتعدیل: ۴/ ۱۳، الترجمہ ۴۹ (۱۰) رجال بخاری للباجی: رقم ۱۵۵

(۱۱) السابق واللاحق: ۲۹۹ (۱۲) الجمع لابن القیسرانی: ۱/ ۱۶۴

(۱۳) المعجم المشتمل الترجمہ ۳۶۰ (۱۴) تاریخ اسلام: رقم ۱۹۸

(۱۵) سیر أعلام النبلاء: ۱۰/ ۳۲۷ (۱۶) الکاشف: ۱/ ۴۳۲، الترجمہ ۱۸۶۸

(۱۷) العبر: ۱/ ۳۹۰ (۱۸) تذھیب التھذیب: ۲/ ۱۶

(۱۹) اکمال مغلطائی: ۲/ ۸۱ (۲۰) نھایۃ السؤل: ۱۱۵

(۲۱) حسن المحاضرہ: ۱/ ۳۷۶ (۲۲) خلاصۃ الخزرجی: ۱/ الترجمہ ۲۴۳۳

## (۴) یحییٰ بن ایوب ابو العباس الغافقی المصری:

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ثقہ''

(تاریخ ابن معین روایۃ الدارمی: ۱/ ۱۹۶ رقم ۷۱۹، وابن محرز ص ۳۲، وابن طھمان رقم ۱۲۱)

اس کے علاوہ یحییٰ بن ایوب کی توثیق درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) تقریب التہذیب: ۲/ ۲۹۷ رقم ۷۵۳۸ (۲) تہذیب التہذیب: ۱۱/ ۱۸۶

(۳) میزان الاعتدال: ۴/ ۳۶۲ رقم ۹۴۶۲ (۴) العبر: ۱/ ۱۸۶ طبع بیروت

(۵) الکاشف: ۲/ ۳۶۲ رقم ۶۱۳۷ (۶) تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۱۶۷ رقم ۲۱۲

(۷) سیر اعلام النبلاء: ۸/ ۵ رقم ۱ (۸) رجال صحیح مسلم لابن منجویہ صفحہ ۱۹۳

(۹) الثقات لابن حبان: ۷/ ۶۰۰ رقم ۱۱۶۵۶ (۱۰) الثقات للعجلی: ۲/ ۳۴۷ رقم ۱۹۶۲

(۱۱) ثقات ابن شاہین الترجمہ ۱۵۹۴ (۱۲) طبقات الخلیفۃ: ۱/ ۵۴۳ رقم ۲۷۹۵

(۱۳) تاریخ الکبیر للبخاری: ۸/ ۲۶۰ رقم ۲۹۱۹ (۱۴) الکنی والاسماء للمسلم: ۱/ ۶۱۰ ۲۴۹۱

(۱۵) التعدیل والتجریح للباجی ۳/ ۱۲۰۳ رقم ۱۴۴۸

(۱۶) تہذیب الکمال: ۳۱/ ۲۳۳ رقم ۶۷۹۲

(۱۷) اقوال الامام احمد بن حنبل فی رجال الحدیث: ۴/ ۱۰۸ رقم ۳۴۶۶

(۵) خالد بن یزید الجمعی أبو عبد الرحیم البربری ثم المصری:

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے "تھذیب التھذیب: ۳/ ۱۲۹ میں لکھتے ہیں "قال ابو زرعه والنسائی ثقه وقال أبو حاتم لاباس به۔۔۔ذکره ابن حبان فی الثقات وقال العجلی ثقة وقال یعقوب بن سفیان مصری ثقة"

خالد بن یزید کا شاندار ترجمہ دیکھنے کے لیے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمایئے:

(۱) تاریخ یحییٰ بروایۃ الدوری: ۲/ ۱۴۶ (۲) ابن طھمان: رقم ۳۷۱

(۳) ابن جنید: رقم ۲۵ (۴) تاریخ الکبیر للبخاری: ۳/ ۱۸۰، الترجمہ ۶۱۲

(۵) المعرفۃ لیعقوب: ۱/ ۱۲۰ (۶) أبو زرعۃ الرازی: رقم ۳۶۱

(۷) الجرح والتعدیل: ۳/ ۳۵۸، الترجمہ ۱۶۱۹ (۸) ثقات ابن حبان: رقم ۱۱۵

(۹) اسماء دارقطنی الترجمہ ۳۷۲ (۱۰) سنن دارقطنی: ۱/ ۳۰۵

(۱۱) رجال بخاری للباجی: رقم ۵۴ (۱۲) الجمع لابن القیسرانی: ۱/ ۱۲۱

(۱۳) سیر أعلام النبلاء: ۹/ ۴۱۴ (۱۴) تذھیب التھذیب: ۱/ ۱۹۵

(۱۵) الکاشف: ۱/ ۳۷۰، الترجمہ ۱۳۶۷ (۱۶) اکمال مغلطائی: ۱/ ۳۲۴

(۱۷) نھایۃ السؤل: ۸۵ (۱۸) خلاصۃ الخزرجی: ۱/ الترجمہ ۱۸۱۶

(۱۹) شذرات الذھب: ۱/ ۲۰۷ (۲۰) تھذیب الکمال: ۸/ ۲۰۸

۲۱) تذھیب تھذیب الکمال: ۳/ ۱۱۳، الترجمہ ۱۶۸۵

(۶) سعید بن ابی ھلال اللّیثی أبو العلاء المصری:

تہذیب الکمال: ۱۱/ ۹۶ میں لکھتے ہیں "قال أبو حاتم لا بأس به۔ ذکره ابن حبان فی کتاب الثقات و ثقه ابن سعد، والعجلی و ابن خزیمه والدارقطنی والبیھقی

والخطیب وابن عبدالبر وغیرھم وقال الساجی صدوق"

ترجمہ: ابو حاتم نے فرمایا "لابأس بہ" ابن حبان نے کتاب الثقات میں اس کا ذکر کیا اور ابن سعد، العجلی، ابن خزیمہ، دارقطنی، بیہقی، خطیب بغدادی اور ابن عبدالبر وغیرہ نے ثقہ فرمایا امام ساجی نے کہا سچا ہے

سعید بن ابی ھلال کا مزید ترجمہ درج ذیل کتب میں دیکھئے:

(۱) طبقات ابن سعد: ۷ / ۵۱۴ (۲) تاریخ الکبیر للبخاری: ۳ / الترجمہ ۱۷۳۶

(۳) ثقات العجلی صفحہ ۱۹ (۴) ابو زرعہ الرازی: ۳۶۱

(۵) میزان الاعتدال: ۲ / ۱۶۲، الترجمہ ۳۲۹۰ (۶) تذھیب التھذیب: ۲ / ۳۰

(۷) الکاشف: ۱ / ۴۴۵، الترجمہ ۱۹۷۰ (۸) سیر أعلام النبلاء: ۶ / ۳۰۳

(۹) تاریخ الاسلام: ۵ / ۲۵۶ (۱۰) الجمع لابن القیسرانی: ۱ / ۱۷۲

(۱۱) السابق واللاحق: ۳۱۵ (۱۲) رجال للبخاری للباجی: ۱۵۹

(۱۳) رجال صحیح مسلم لابن منجویہ: ۶۰ (۱۴) سنن دارقطنی: ۱ / ۳۰۵

(۱۵) وفیات ابن زبر: ص ۴۲ (۱۶) ثقات ابن حبان: ۱ / ۱۶۳

(۱۷) المراسیل: ص ۷۵ (۱۸) الجرح والتعدیل: ۴ / ۷۱، الترجمہ ۳۰۱

(۱۹) تاریخ أبی زرعہ الدمشقی: رقم ۴۴۵ (۲۰) المعرفۃ للیعقوب: ۱ / ۱۲۱

(۲۱) الاکمال مغلطائی ۲ / ۹۸ (۲۲) مراسیل العلائی: ۲۴۵

(۲۳) نھایۃ السول: ۱۲۰ (۲۴) تھذیب التھذیب ابن حجر: ۴ / ۹۴

(۲۵) خلاصۃ الخزرجی: ۱ / الترجمہ ۲۵۵۳ (۲۶) شذرات الذھب: ۱ / ۱۹۱

(۷) حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ:

تمام صحابہ بالاتفاق ثقہ ہیں لہذا یہ حدیث صحیح ہے اور کم از کم حسن درجہ کی ہے جس میں یہ صراحت موجود

ہے کہ نبی ﷺ ہمارا درود وسلام خود سماعت فرماتے ہیں بعد از وصال بھی

## {حضور ﷺ کا درود وسلام سماعت فرمانا اور جواب عطا فرمانا}

[حدثنا محمد بن عوف نا المقری نا حیوۃ عن ابی صخر حمید بن زیاد عن یزید بن عبد الله بن قسیط عن ابی ھریرۃ ان رسول الله ﷺ قال ما من احد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام]

ترجمہ: سند مذکور: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کوئی ایسا نہیں جو مجھے سلام کرے مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دیتا ہے تا کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں

(۱) سنن ابو داؤد: ۱/ ۲۸۶ (۲) مسند احمد بن حنبل: ۲/ ۵۲۷

(۳) شعب الایمان: ۲/ ۲۱۷ (۴) مسند اسحاق بن راھویہ: ۱/ ۴۵۳

(۵) سنن الکبریٰ بیہقی: ۵/ ۲۴۵ (۶) سنن الصغیر: ۲/ ۲۱۰

(۷) المعجم الاوسط للطبرانی: ۳/ ۳۸۷ (۸) تاریخ اصبھان لابی نعیم: ۲/ ۳۵۳

(۹) الرسائل القشیریہ لابی قاسم: ص ۱۶ (۱۰) الترغیب والترھیب: ۲/ ۴۹۹

(۱۱) فضائل الاعمال للضیاء المقدسی: ۷۰۹ (۱۲) القول البدیع: ص ۳۲۸

## {اس حدیث کا صحیح وحسن ہونا}

۱......امام سخاوی فرماتے ہیں ”باسناد حسن، بل صححه النووی“

(القول البدیع: ص ۳۲۸)

۲......امام نووی فرماتے ہیں! ”رواه ابو داؤد بسند صحیح“

اسکو ابو داؤد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(المجموع شرح المھذب للنووی: ۸/ ۲۷۲)

مزید فرماتے ہیں

''ورویناً فیه ایضاً باسناد صحیح عن ابی هریرة'حضرت ابوھریرہ سے اس بارے میں صحیح سند سے روایت کی گئی ہے (الاذکار:ص ۱۰۶)

۳......امام زرقانی فرماتے ہیں!''وقد روٰی ابوداؤد باسناد صحیح''

اسے ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے (زرقانی علی المواھب:۱۲/ ۲۰۲)

۴......حضرت ملاعلی قاری فرماتے ہیں''رواہ ابوداؤد و احمد و بیھقی وسندہ حسن''

اسکی سند حسن ہے اور اس کو ابوداؤد، امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے

(شرح شفاء علی قاری:۲/ ۱۴۲)

۵......حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں''وسندھا حسن''اسکی سند حسن ہے۔

(الدر المنضود:ص ۱۲۱)

۶......علامہ ابن قیم لکھتے ہیں''وقد صح اسناد ھذا الحدیث''

اور اس حدیث کی سند صحیح ہے (جلاء الافھام:ص ۳۳)

۷......علامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں''وھذا اسناد صحیح''

اور یہ سند صحیح ہے (شفاء السقام:ص ۴۱)

۸......حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں''رواتہ ثقات''اسکے راوی ثقہ ہیں

(فتح الباری پارہ:۳/ ۹۷۲ جلد ۳ ص ۲۷۹)

۹......اسی طرح علامہ شوکانی نے''تحفۃ الذاکرین ۲۸''میں

۱۰......امام جلال الدین سیوطی نے''مناھل الصفاء ص ۲۰۵''میں

۱۱......امام قاسم بن قطلو بغا نے''التعریف والاخبار ص ۱۰۵''(قلمی نسخہ) میں

۱۲......علامہ مجد الدین فیروز آبادی نے''الصلات والبشر:ص ۱۰۴''میں

۱۳......امام محمد بن یوسف الشامی نے''سبل الھدیٰ:۱۲/ ۲۵۶''میں

۱۴......علامہ سمھودی نے ''وفاء الوفا: ۲/ ۴۰۳'' میں

۱۵......علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے ''السراج المنیر: ۳/ ۲۷۹'' میں

۱۶...... مفتی عبد العزیز بن باز نجدی نے ''مجموع فتاویٰ ومقالات: ۲/ ۳۹۴'' میں

۱۷......مولوی اسماعیل سلفی (غیر مقلد) نے ''تحریک آزادی فکر ص ۳۱۳'' میں

اس حدیث کو صحیح کہا ہے

## {سند کا تعارف}

**۱۔ محمد بن عوف بن سفیان الطائی ابو جعفر الحمصی:**

امام ابو حاتم ان کو صدوق اور نسائی ثقہ کہتے ہیں امام ابن حبان انکو ثقات میں لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ صاحب حدیث اور اہل حفظ تھے امام ابن عدی فرماتے ہیں کہ وہ اہل شام کی صحیح اور ضعیف سب حدیثوں کے عالم تھے محدث مسلمہ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے امام خلال فرماتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ میں امام حافظ اور علم ومعرفت میں مشہور تھے

(تھذیب التھذیب: ۹/ ۳۸۳، ۳۸۴)

محمد بن عوف کا شاندار ترجمہ دیکھنے کے لیے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمایئے:

(۱) الجرح والتعدیل: ۸/ ۵۲، الترجمہ ۲۴۱ (۲) ثقات ابن حبان: ۹/ ۱۴۳

(۳) السابق واللاحق: رقم ۳۴۵ (۴) سیر أعلام النبلاء: ۱۲/ ۶۱۳ رقم ۲۳۸

(۵) الکاشف: ۲/ ۲۰۸، الترجمہ ۵۰۹۸ (۶) العبر: ۲/ ۵۰

(۷) تاریخ الاسلام ذہبی: رقم ۱۳۵ (۸) تقریب التھذیب: ۲/ ۱۹۷

(۹) المعجم المشتمل الترجمہ ۹۳۰ (۱۰) شذرات الذھب: ۲/ ۱۶۳

(۱۱) تسمیۃ شیوخ ابی داؤد للجیانی: ص ۹۲ (۱۲) تھذیب الکمال: ۲۶/ ۲۳۶

**۲۔ عبد اللہ بن یزید القرشی العدوی ابو عبد الرحمن المقریٔ:**

امام ابو حاتم ان کو صدوق اور امام نسائی اور خلیلی ان کو ثقہ کہتے ہیں علامہ ابن سعد ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث کہتے ہیں امام ابن حبان ان کو ثقات میں لکھتے ہیں اور محدث ابن قانع ان کو ثقہ کہتے ہیں (تھذیب التھذیب: ۶/۸۴)

مزید تفصیلات دیکھنے کے لیے المقریٔ کا ترجمہ درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:

(۱) طبقات ابن سعد: ۵/۵۱۰
(۲) تاریخ الدوری: ۲/۳۳۸
(۳) طبقاتہ: رقم ۲۲۷
(۴) تاریخ الکبیر بخاری: ۵/۲۲۸
(۵) تاریخ الصغیر بخاری: ۲/۳۲۶
(۶) الجرح والتعدیل: ۵/۲۰۱، الترجمہ ۹۳۹
(۷) ثقات ابن حبان: ۸/۳۴۲
(۸) الکندی: رقم ۳۰۲
۹) تھذیب الکمال: ۱۶/۳۲۰
(۱۰) رجال صحیح مسلم لابن منجویہ: رقم ۹۹
(۱۱) السابق واللاحق: رقم ۴۹
(۱۲) المعجم المشتمل، الترجمہ ۵۱۴
(۱۳) الجمع لابن القیسرانی: ۱/۲۸۱
(۱۴) معجم البلدان: ۱/۶۲۴
(۱۵) سیر أعلام النبلاء: ۱۰/۱۶۶
(۱۶) الکاشف: ۱/۶۰۹
(۱۷) تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۸۱
(۱۸) تذھیب التھذیب: ۲/۱۹۵
(۱۹) العقد الثمین: ۵/۲۹۸
(۲۰) نھایۃ السول: رقم ۱۹۳
(۲۱) تقریب التھذیب: ۱/۴۶۲
(۲۲) خلاصۃ الخزرجی: ۲/الترجمہ ۳۹۲۱

### ۳۔ حیوۃ بن شریح بن یزید الحضرمی أبو العباس:

حیوۃ بن شریح بڑے صاحب کرامات بزرگ اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔ امام ابن معین اور یعقوب بن شیبہ ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث کہتے ہیں محدث ابن حبان ان کو ثقات میں لکھتے ہیں (تھذیب التھذیب: ۳/۷۱)

حیوۃ بن شریح کا شاندار ترجمہ درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے:

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ۱/ ۱۷۴ (۲) تاریخ الکبیر بخاری: ۳/ ۱۲۱، الترجمہ ۴۰۵

(۳) سوالات ابن الجنید لابن معین: رقم ۱۶ (۴) المعرفۃ والتاریخ: ۱/ ۱۲۰

(۵) الجرح والتعدیل: ۳/ ۳۰۷، الترجمہ ۱۳۶۷ (۶) ثقات ابن حبان: رقم ۱۰۸

(۷) أسماء دارقطنی، الترجمہ ۲۵۷ (۸) رجال بخاری للباجی: رقم ۵۰

(۹) شیوخ أبی داوٗد للجیانی: رقم ۸۰ (۱۰) الجمع لابن القیسرانی: ۱/ ۱۱

(۱۱) المعجم المشتمل الترجمہ ۳۰۹ (۱۲) المعلم لابن خلفون: رقم ۷۳

(۱۳) تاریخ الاسلام ذہبی: ۱۹۵ (۱۴) سیر أعلام النبلاء: ۱۰/ ۶۶۸

(۱۵) العبر: ۱/ ۳۹۰ (۱۶) تذھیب التھذیب: ۱/ ۱۸۴

(۱۷) الکاشف: ۱/ ۲۶۳ (۱۸) اکمال مغلطائی: ۱/ ۳۰۶

(۱۹) نھایۃ السول: رقم ۸۰ (۲۰) تھذیب الکمال: ۷/ ۴۸۲

(۲۱) شذرات الذھب: ۲/ ۵۳ (۲۲) خلاصۃ الخزرجی: ۱/ الترجمہ ۱۶۹۷

## ۴۔ حمید بن زیاد وھو ابن أبی المخارق المدنی أبوصخر الخراط:

امام بغوی ان کو صالح الحدیث اور امام دارقطنی ثقہ کہتے ہیں محدث ابن حبان ان کو ثقات میں لکھتے ہیں امام ابن معین اور امام احمد بن حنبل ان کے متعلق ''لا بأس بہ'' کہتے ہیں محدث ابن عدی ان کو صالح الحدیث کہتے ہیں (تہذیب التہذیب: ۳/ ۴۱، ۴۲)

ابوصخر حمید بن زیاد کا مزید ترجمہ درج ذیل کتب میں دیکھا جا سکتا ہے:

(۱) طبقات ابن سعد ۹/ ۲۴۲ (۲) تاریخ یحییٰ بن معین الدوری ۲/ ۱۳۶

(۳) تاریخ دارمی رقم ۲۶۰ (۴) سوالات ابن الجنید ۵۴

(۵) طبقات خلیفۃ ۲۹۵ (۶) تاریخ الکبیر للبخاری ۲/ ۳۵۰، الترجمہ ۲۷۱۲

(۷) الکنی لمسلم ۵۵ (۸) ثقات العجلی ۱۲

(۹) الجرح والتعدیل ۳/ ۲۲۲، الترجمہ ۹۷۵ (۱۰) الکنی للدولابی ۲/ ۱۱
(۱۱) ثقات ابن حبان ۱۰۵ (۱۲) الجمع لابن القیسرانی ۱/ ۹۱
(۱۳) أنساب للسمعانی ۵/ ۶۹ (۱۴) تاریخ الاسلام ۶/ ۵۸
(۱۵) میزان الاعتدال ۱/ ۶۱۲، الترجمہ ۲۳۲۸ (۱۶) تذہیب التہذیب ۱/ ۱۷۹
(۱۷) الکاشف ۱/ ۲۵۶ (۱۸) تہذیب الکمال ۷/ ۳۶۶
۱۹) اکمال مغلطائی ۱/ ۲۹۶، ۲۹۷ (۲۰) نہایۃ السول ۷۸
(۲۱) خلاصۃ الخزرجی ۱/ ۱۶۴۶

**۵۔ یزید بن عبداللہ بن قسیط بن أسامۃ بن عمیر اللیثی ابو عبداللہ المدنی:**

امام ابن معین ان کو "لیس بہ بأس" اور امام نسائی ثقہ کہتے ہیں امام ابن حبان ثقات میں لکھتے ہیں امام ابن عدی ان کو مشہور اور صالح الروایات کہتے ہیں محدث ابراہیم بن سعد فرماتے ہیں کہ وہ فقیہہ اور ثقہ تھے۔ علامہ ابن سعد ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث کہتے ہیں امام ابن معین ان کو صالح کہتے ہیں امام ابن عبدالبر ان کو ثقہ من الثقات کہتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ۱۱/ ۳۴۲، ۳۴۳)

یزید بن عبداللہ کا ترجمہ اور توثیق درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) تاریخ الدارمی الترجمہ ۸۸۹ (۲) تاریخ ابن طہمان الترجمہ ۳۴۶
(۳) طبقات ابن سعد: ۹/ ۲۰۴ (۴) تہذیب الکمال: ۳۲/ ۱۷۷، الترجمہ ۷۰۱۵
(۵) تاریخ خلیفۃ: رقم: ۳۵۴ (۶) علل أحمد: ۱/ ۳۰۲
(۷) تاریخ الکبیر للبخاری: ۸/ ۳۴۴ (۸) المعرفۃ للیعقوب: ۱/ ۴۴۸
(۹) ثقات ابن حبان: ۵/ ۵۴۳ (۱۰) الکامل لابن عدی: ۳/ ۲۴۵
(۱۱) الجرح والتعدیل: ۹/ ۲۷۳، الترجمہ ۱۱۵۲ (۱۲) ثقات ابن شاہین: رقم ۱۵۵۷

(۱۳) رجال صحیح مسلم لابن منجویہ: رقم ۲۰۰ (۱۴) التعدیل والتجریح للباجی: ۳/۱۲۳۱
(۱۵) السابق واللاحق: رقم ۵۴ (۱۶) الکامل فی التاریخ: ۵/۲۴۹
(۱۷) الجمع القیسرانی: ۲/۵۷۵ (۱۸) سیر أعلام النبلاء: ۵/۲۶۶
(۱۹) تاریخ الاسلام: ۵/۱۸۷ (۲۰) الکاشف ۲/۳۸۶، الترجمہ ۳۶۲۹
(۲۱) میزان الاعتدال: ۴/۴۳۰، الترجمہ ۹۷۱۹ (۲۲) معرفۃ التابعین: رقم ۴۷
(۲۳) تذہیب التہذیب: ۴/۱۷۸ (۲۴) نھایۃ السول: رقم ۴۶۸
(۲۵) تقریب التہذیب: ۲/۳۲۶، الترجمہ ۷۷۶۵ (۲۶) شذرات الذہب: ۱/۱۶۰

**۶۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:**

بالاتفاق تمام صحابہ ثقہ اور سچے ہیں معلوم ہوا یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں

**{حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سنتے ہیں چاہے کوئی کہیں سے بھی سلام عرض کرے}**

اس صحیح روایت کے تحت تمام شارحین نے تصریح و اعلان کیا ہے کہ کہیں سے بھی کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے خود سماعت فرماتے ہیں اور سلام کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں اور اگر کسی نے اسے مزار عالی کے قرب کے ساتھ مخصوص کرنے کی کوشش کی تو اس کا واضح رد کیا اور لکھا اسے عموم پر ہی رکھنا لازم ہے اس کے مخصوص ہونے پر کوئی دلیل نہیں

۱۔امام زرقانی اس روایت کی سند کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس کے عموم کو ان کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں!

”وقد روی ابو داؤد باسناد صحیح من حدیث ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال (ما من مسلم یسلم علی) فی ای محل کان“
(زرقانی علی المواھب: ۱۲/۲۰۲)

ترجمہ: امام ابو داؤد نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرمان نبوی روایت کیا

ہے (جو بھی مجھ پر سلام کہے) یعنی خواہ وہ کسی بھی مقام پر ہو

۲۔حضرت مُلا علی قاری حنفی فرماتے ہیں ''حدیث کے ظاہر میں اطلاق ہے جو تمام اوقات اور مقامات کو شامل ہے'' (شرح الشفاء: ۲/ ۱۴۲)

۳۔علامہ ابن عبد الھادی نے بھی عموم ہی لکھا ہے (الصارم المنکی: ص ۱۹۷)

۴۔علامہ عبد الحی لکھنوی نے اس سے مراد عموم ہی لیا ہے (السعی المشکور: ص ۴۵۱)

۵۔امام احمد خفاجی نے بھی مراد عموم ہی لیا ہے (نسیم الریاض: ۵/ ۷۹)

۶۔امام ابن عساکر کا استدلال بھی یہی ہے (نسیم الریاض: ۵/ ۸۰)

۷۔امام جلال الدین سیوطی بھی یہی فرماتے ہیں (القول البدیع: ص ۳۱۶)

## {''عند قبری'' حدیث کا حصہ نہیں}

دیوبندی مکتبہ فکر کے ڈاکٹر خالد محمود نے اپنی کتاب ''مقام حیات'' اور مولانا سرفراز صفدر نے اپنی کتاب ''تسکین الصدور'' میں یہ لکھا ہے کہ اس حدیث کا حصہ '' عند قبری'' بھی ہے حالانکہ محدثین کرام نے ان الفاظ کو حدیث کا حصہ نہیں مانا ہے محدثین کی تصریحات ملاحظہ فرمایئے:

۱۔امام سخاوی فرماتے ہیں! ''شیخ موفق ابن قدامہ نے ''مغنی'' میں اس حدیث کا ذکر کیا اور ان الفاظ کا اضافہ کیا (میری قبر کے پاس) لیکن مجھے یہ الفاظ کسی حدیث میں نہیں ملے اور علم حقیقی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ (انباء الاذکیا)

۲۔شیخ ابن عبد الھادی نے بھی اسکی تردید کی ہے (الصارم المنکی: ص ۱۱۵)

۳۔حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس کا انکار کیا ہے (مسالک الحنفاء: ص ۲۰۵)

۴۔حافظ ابن حجر مکی نے بھی اسکی تردید کی ہے (الدر المنضود: ص ۱۵۲)

## {حدیث کا معنیٰ}

ا۔امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کا معنی بیان فرماتے ہیں

[انه يستغرق فی امور الملاء الاعلی فاذا سلم عليه رجع فهمه يستجيب من سلم عليه] (فتح الباری:۶/ ۳۷۹)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امور ملاء اعلی میں مصروف ہوتے ہیں جب کوئی سلام کہتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فہم وتوجہ لوٹ آتی ہے تاکہ سلام کہنے والے کا جواب دیں

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

[ان تكون الروح كناية عن السمع ويكون المراد ان الله يرود عليه سمعه الخارق للعادة حيث يسمع المسلم وان بعد قطره و يرد عليه من غير احتياج الى واسطة مبلغ وليس الرد سمعه المعتاد]

(انباء الاذکیاء: ص ۱۳)

ترجمہ: روح لوٹانے سے سلام کا سننا مراد ہے تو یہاں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بطور معجزہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سننا لوٹا دیتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنے والوں کا سلام سنتے ہیں۔خواہ وہ کہیں بھی ہو تو آپ بلا واسطہ اس کا جواب دیتے ہیں یہاں لوٹانے سے مراد عادی اور معمول کے مطابق لوٹانا نہیں

۳۔اسی طرح شیخ ابن عبد الھادی نے بھی یہ ہی معنی مراد لیا ہے (الصارم المنکی: ص ۲۲۶)

۴۔یہ ہی معنی شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی لیے ہیں (اشعۃ اللمعات: ۱/ ۴۰۷)

۵۔یہی معنی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لیے ہیں (الفتاوی الکبریٰ: ۲/ ۱۱۳)

۶۔امام زین العابدین ابو بکر المراغی نے ''تحقیق النصرہ: ص ۱۱۶'' میں

۷۔مُلا علی قاری حنفی نے ''شرح الشفاء: ۲/ ۱۴۲'' میں

۸۔امام سخاوی نے ''القول البدیع: ص ۳۹۹'' میں

۹۔مولانا انور شاہ کشمیری نے ''فیض الباری: ۲/ ۶۵'' میں

۱۰۔مولانا شبیر احمد عثمانی نے "فتح الملھم: ۲/ ۳۸۹" میں
۱۱۔مولانا خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے "بذل المجھود: ۳/ ۲۰۷" میں اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہیں
اس موضوع پر ہمارے سامنے دلائل کے انبار ہیں مگر طوالت کے خوف سے مختصراً عرض کرتا ہوں

## {روضہ اقدس پر تمام لوگوں کا درود وسلام سننے والا فرشتہ}

امام طبرانی نقل کرتے ہیں کہ ابن حمیری کا بیان ہے مجھے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بلا کر فرمایا! کیا میں تمہیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سناؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور سنائیں تو بتایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عمار! ان الله اعطیٰ ملکاً من الملائکة السماع الخلائق کلھا فھو قائم عند قبری الی ان تقوم الساعة فلیس احدا یصلی علی صلاة و فی روایة البزار فلا یصلی علی احد الی یوم القیامة الا ابلغنی باسمه واسم ابیه ۔ھذا فلاں بن فلاں قد صلی علیك۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے خدا نے تمام مخلوق کی بات سن لینے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔قیامت تک وہ میری قبر منورہ پر کھڑا ہے جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے یہ فرشتہ مجھ کو وہ درود پہنچا دیتا ہے۔اور بزار کی روایت میں ہے کہ جو کوئی مجھ پر قیامت تک کے لیے درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس آدمی کے نام اور اس کے باپ کے نام کے ساتھ (یہ عرض کرتے ہوئے) کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے مجھے پہنچا دیتا ہے

## ❁ تخریج حدیث ❁

(۱) مسند البزار: ۴/ ۴۷ | (۲) التاریخ الکبیر للبخاری: ۶/ ۴۱۶
(۳) الکامل ابن عدی: ۶/ ۱۷۰ | (۴) کتاب المعجم ابن الاعرابی: ۱/ ۲۶۰
(۵) الترغیب والترھیب: ۲/ ۳۱۹ | (۶) طبقات الشافعیہ السبکی: ۱/ ۱۶۹

(۷) المعجم الکبیر طبرانی بحوالہ القول البدیع ص ۲۵۱

(۸) تاریخ دمشق بحوالہ القول البدیع: ص ۲۵۱

(۹) مسند امام حارث (بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث: ۲/ ۹۶۳ برقم ۱۰۶۳

(۱۰) کتاب الصلوٰۃ ابن ابی عاصم صفحہ ۴۳ برقم ۵۱

(۱۱) الجرح والتعدیل ابن ابی حاتم: ۶/ ۲۹۶ برقم ۱۶۴۴

(۱۲) الضعفاء الکبیر للعقیلی: ۳/ ۲۴۹

(۱۳) القند فی ذکر علماء سمرقند للنسفی: ص ۵۵۰

(۱۴) القول البدیع السخاوی ص ۲۵۱ (۱۵) مجمع الزوائد حدیث ۱۷۲۹۲

## ❁ یہ روایت حسن ہے ❁

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہر مسلک کے اہل علم کے ہاں معتبر ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے ہم یہاں دیوبندی، نجدی، غیر مقلدین کے صرف ایک ایک عالم کا حوالہ پیش کرتے ہیں:

۱۔ سعودی کمیٹی کی تیار کردہ کتاب ''نضرۃ النعیم'' میں اس حدیث کو درج کر کے اس کے حاشیہ میں لکھا ہے! ''رواه الطبرانی والبزار وحسنه الالبانی، انظر سلسلة الاحادیث الصحیحة برقم (۱۵۳۰) وایضاً صحیح الجامع الصغیر برقم (۲۱۷۲)

ترجمہ: اسے امام طبرانی اور بزار نے روایت کیا اور البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (۱۵۳۰) اور صحیح جامع الصغیر (۲۱۷۲)

(نضرۃ النعیم فی مکارم الاخلاق الرسول الکریم ۵۶۸)

۲۔ مفتی کفایت اللہ دیوبندی دہلوی نے اس کو معتبر قرار دیا ہے (کفایت المفتی: ۱/ ۱۶۸)

۳۔ نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا یہ حدیث حسن ہے۔ (نزل الابرار: ص ۱۸۶)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے جب ایک فرشتہ مدینہ شریف میں روضہ رسول ﷺ پر کھڑا ہو کر ساری کائنات کی آوازیں سن سکتا ہے تو پھر باعث تخلیق کائنات تمام مخلوق کے سردار ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کی سماعت کے بارے میں شک کرنا اور اس کو شرک کہنا کہاں کی مسلمانی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں!

''ان اللہ قد رفع لی الدنیا فأنا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذا''۔

ترجمہ: بے شک اللہ عزوجل نے ساری دنیا میرے سامنے کر دی ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں

(۱) المعجم الکبیر لطبرانی کذافی کنز العمال: ۱۱/ ۴۲۰ (۲) کتاب الفتن النعیم بن حماد: ۱/ ۱

(۳) حلیۃ الاولیاء ابی نعیم: ۶/ ۱۰۱ (۴) الترغیب والترھیب: ۲/ ۲۱۱

دوسرے مقام پر حضور ﷺ کا ارشاد ہے

[انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون وفی روایۃ وانی اسمع لا طیط السمآء]

ترجمہ: میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے

اور ایک روایت میں ہے! ''میں اس وقت آسمان کی چرچراہٹ سن رہا ہوں''

(جامع ترمذی: ۲/ ۵۷، مسند احمد: ۵/ ۳۱۷۳، ابن ماجہ: ص ۳۰۹، المستدرک حاکم ۲:/ ۵۱۰، کنز العمال: ۱۰/ ۳۶۴، معجم الکبیر طبرانی: ۳/ ۲۰۱)

اسی طرح تقریباً درجن بھر کتب میں یہ روایت موجود ہے

## { قبر کے قریب سلام سننا اور حضور ﷺ کا امتیاز }

اگر مخالفین کی یہ بات مان لی جائے کہ آپ ﷺ مزار اقدس کے پاس پڑھے جانے والے درود و سلام کو سنتے ہیں لیکن دور سے پڑھے جانے والے درود وسلام کو خود نہیں سن سکتے تو اب یہ سوال پیدا ہو گا کہ یہ مقام تو ہر مومن کو حاصل ہے کہ وہ اپنی قبر پر آنے والے زائر کو پہچان لیتے ہیں اور اسکے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذیشان ہے

[ما من احد کم یمر بقبر اخیہ المومن کان یعرفہ فی الدنیا یسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام] (نسیم الریاض شرح الشفاء: ۳/ ۵۰۰)

ترجمہ: تم میں کوئی جب اپنے مومن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے اور وہ دنیا میں اسے جانتا ہو تو وہ اس کو پہچانتا ہے۔ اور اس کو جواب دیتا ہے

اگر رسول اللہ ﷺ بھی صرف زائر کا سلام سنیں اور جواب دیں تو پھر آپ ﷺ کی خصوصیت کیا ہے؟ اس طرح تو عام مومن اور سید المرسلین ﷺ میں کوئی فرق نہ رہ جائے گا؟ لہٰذا اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے اللہ کریم اپنے حبیب مکرم ﷺ کے طفیل حق پر استقامت عطا فرمائے آمین!

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆